خضرِ ملت

حضرت علامہ پیر سید خضر حسین چشتی

حضرت سید خضر چشتی، خضر شہ پیر ہیں
نورِ زہراؑ ، سید کونین کی تنویر ہیں
جلوہ گر ان کی جبیں میں مصطفیٰؐ کا نور ہے
ان کے سینے میں علی المرتضیٰؑ کا نور ہے
حضرت سید خضر شاہ ہیں ادیبِ معتبر
معتبر علامہ و شاعر ، خطیبِ معتبر
یاد آتا ہے خدا سید کی صورت دیکھ کر
ہوگیا عاشق جہاں کردار و سیرت دیکھ کر

علامہ صائمؔ چشتی

سید السادات، صاحبِ کمالات، نواسۂ رسولؐ، گل باغ بتولؑ، فخر دودمان علی المرتضیٰؑ، ابن شہیدِ کربلا، شہسوارِ میدان خطابت، کوکبِ فلکِ شرافت، پیر طریقت، رہبر شریعت، خضر ملت، بلبل چمنستانِ چشتیت، حضرت علامہ پیر سید خضر حسین چشتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ، کوٹلہ سارنگ شریف، شیخ الجامعہ الغوثیہ منڈی بہاؤالدین، بلند پایہ ادیب، خوش نوا خطیب، فی البدیہ شاعر اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ عالم باعمل اور صاحب حلم وسخا ہیں۔ ارشادِ خداوندی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ کی تفسیری صورت میں نظر آتے ہیں۔ آپ کے چہرے پر عالمانہ رعب، معلمانہ شفقت، خطیبانہ جلال اور فقیرانہ جمال دکھائی دیتا ہے۔ راہ حق میں آپ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور بہت مصائب وآلام برداشت کیے۔ نہایت کٹھن حالات میں بھی پائے ثبات میں لغزش تک نہ آنے دی۔ اپنے اسلاف کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفین کی گالیاں اور اپنوں کے طعنے سنے۔ کلفتوں اور مصیبتوں کو گلے لگایا۔ فرماتے ہیں:

ہر طرح کی سختیاں اور غم چھپا لیتے ہیں ہم
کلفتوں کو اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں ہم
فرحتوں کا سامنا گر ہو بھی جاتا ہے کبھی
اپنے دامن کو بفیضِ غم بچا لیتے ہیں ہم

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی سید خضر حسین ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سیالویہ کی مناسبت سے نام کے ساتھ چشتی لکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اکتالیس واسطوں سے سیدنا امام جعفر صادق کے ساتویں صاحبزادے حضرت علی عریضی سے ہوکر مولا علی شیر خدا سے جاملتا ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے:

خضر ملت حضرت پیر سید خضر حسین چشتی مدظلہ العالی بن حضرت پیر سید چراغ حسین شاہ صاحب بن حضرت پیر سید حاکم شاہ صاحب بن حضرت پیر سید قاسم حسین شاہ صاحب بن حضرت پیر سید حامد شاہ صاحب بن حضرت پیر سید فضل شاہ صاحب بن حضرت پیر سید احمد شاہ صاحب بن حضرت پیر سید حر شاہ صاحب بن حضرت سید چراغ شاہ صاحب بن حضرت پیر محمد شاہ صاحب بن حضرت پیر سید نور شاہ صاحب بن حضرت پیر سید کمال شاہ صاحب بن حضرت پیر سید جُمل شاہ صاحب بن حضرت پیر سید غلام شاہ صاحب بن حضرت پیر سید نظام شاہ صاحب بن حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب بن حضرت پیر سید میراں موسیٰ شاہ صاحب بن حضرت پیر سید باقی صاحب بن حضرت پیر سید باقر شاہ صاحب بن حضرت پیر سید اسماعیل شاہ صاحب بن حضرت پیر سید عبدالرحمان شاہ صاحب حضرت پیر سید نظام الدین شاہ صاحب بن حضرت پیر سید معین الدین شاہ المعروف سید میاں تلمی صاحب بن حضرت پیر سید نشیمن شاہ تلمی صاحب بن حضرت پیر سید جلال الدین شاہ تلمی صاحب بن حضرت پیر سید بہاؤالدین شاہ صاحب بن حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب بن حضرت پیر سید حمید الدین شاہ صاحب ملتانی بن حضرت پیر سید محمد صدر اجل شاہ صاحب ملتانی بن حضرت پیر سید احمد شاہ صاحب ملتانی بن حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب ملتانی بن حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب خوارزمی بن حضرت پیر سید علی مستانہ شاہ صاحب خوارزمی بن حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب مصری بن حضرت پیر سید حسن شاہ صاحب بغدادی بن حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب بغدادی بن حضرت سیدنا حضرت علی العریضی بن سیدنا امام جعفر الصادق بن سیدنا امام محمد الباقر بن سیدنا امام علی زین العابدین بن سیدنا امام حسین سید الشہداء بن سیدنا امام علی

خضرِ ملت

آپ کے تبحر علمی، فقر بوذری، تدبر و درویشی اور قائدانہ صلاحیتوں سے متاثر ہو کر جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری آپ کو خضرِ ملت کے نام سے یاد کیا کرتے۔ ملکی و غیر ملکی علمی، ادبی، مذہبی اور روحانی حلقوں میں آپ خضرِ ملت معروف ہیں۔

حضور خضرِ ملت نے ۱۹۴۴ء کے اوائل میں ایک دور افتادہ، پسماندہ علاقے، اپنے ننھیالی گاؤں دلّا نوالی شریف میں جنم لیا۔ آپ کی ولادت پر خاندان بھر میں خوشیوں کے چراغ روشن ہو گئے۔ کسی کو کیا معلوم کہ دو کمروں پر مشتمل ایک مختصر سے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ حضرت پیر سید چراغ حسین کا فرزند ارجمند آگے چل کر خضرِ ملت کی حیثیت سے ابھرے گا۔ عالمی مبلغ، باذوق ادیب، باوقار خطیب، نکتہ سنج مقرر اور فی البدیہہ شاعر ہو گا۔

اس خاندان والا شان کی عظمت و وقار کا شہرہ دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جس کو خاندانِ رسولؐ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ خاندان سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا، سید العرب علی کرم اللہ وجہہ، سید الشہداء امام حسین، سید الاقطاب امام زین العابدین کا خاندان ہے۔ اس خاندان کی بزرگی اور شرافت کا قرآن گواہ ہے اور کتب احادیث میں اس خاندان کی بے شمار روایات ہیں۔ خضرِ ملت اسی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جس کا تاریخی پس منظر صدیوں پر محیط ہے۔ آپ کے ننھیالی و ددھیالی اکابرین صاحب کمالات و کرامات بزرگ تھے جن کے زہد و تقویٰ اور ذکر و فکر کے تذکرے زباں زد خاص و عام ہیں۔ آپ کے اجداد اطہار کے ساتھ ساتھ امہات ذی وقار نے بھی میدان زہد و تقویٰ میں اپنی برتری کا لوہا منوایا ہے۔

ابتدائی تعلیم اور اساتذہ

حضرت علامہ پیر سید خضر حسین چشتی نے قرآن مجید، صرف و نحو، منطق و فلسفہ، تفسیر و حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم معانی، علم کلام اور دیگر علوم کے لئے پسوال، سکھیکی منڈی، قلعہ دیدار سنگھ، لاہور، گجرانوالہ، فیصل آباد، گجرات وغیرہ کی خاک چھانی۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ مولانا نذیر احمد نقشبندی، حافظ تاج الدینؒ اور

مولانا علامہ محمد شریف ہزاروی کے نام نمایاں ہیں۔ شارح بخاری شریف علامہ مولانا غلام رسول رضوی، شیخ الحدیث فیصل آباد سے سند حاصل کی۔ علامہ مولانا عبدالعزیز چشتی سے تقریر و بیان سیکھا۔ مولانا علامہ صائم چشتی صاحب علمِ عروض اور شاعری میں آپ کے استاد تھے۔ آپ صائم صاحب کا اپنی محفلوں میں اکثر ذکر کرتے تھے۔ ان کی محبت، شفقت اور تعظیمِ سادات کے واقعات بڑی محبت وعقیدت سے بیان فرماتے ہیں۔ صائم صاحب بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ہی نے مجدد العصر، خوشبوئے حسّان، حضرت علامہ صائم چشتی کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی خلافت عطا فرمائی جس کا اظہار علامہ صائمؔ نے ان اشعار میں کیا ہے:

حضرت سید خضر شہ اہل دل، اہل سخن — حضرتِ سید خضر شہ نورِ جان پنج تن
حضرتِ سید خضر شہ محفلوں کی جان ہیں — واعظ شیریں بیاں ہیں صدق کی پہچان ہیں
شاعر اعظم، مفکر ہیں، ولی ہیں شہ خضر — جلوۂ حسنین ہیں، ابن علی ہیں شہ خضر
با نصیب و با ادب ہیں، بامُراد و باکمال — دعوت حق دے رہا ہے ان کے چہرے کا جمال
مجھ سے بھی سید خضر شہ کا تعلق ہے عجیب — اس تعلق کی بنا پر ہیں سدا میرے قریب
بن گئے یہ دہرے رشتے کی عجب زنجیر ہیں — اک طرف تلمیذ ہیں اور ایک جانب پیر ہیں
کی خلافت کی مجھے دستار جب سے عطا — سارے شاگردوں سے ان کا ہوگیا رتبہ جدا
یہ مجھے استاد جی کہتے ہیں صائمؔ برملا — میں انہیں یا پیر و مرشد ہوں مسلسل کہہ رہا

مرشد کامل

حضرت خضر ملت کے پیر و مرشد غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، امام المتکلمین، رأس المحدثین، شیخ المفسرین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سند الکاملین، شیخ الاسلام والمسلمین، قمر الملت والدین، سرخیل اولیاء، تاج العلماء، محبّ الفقراء، تاجدارِ چشتیہ، بحر ولایت، سرتاپا ہدایت، پیکرِ سخاوت، سلطانِ طریقت، رہنمائے شریعت، رازدان حقیقت، منارۂ عظمت، علم کے بحر بے کنار، میدان محبت کے شہسوار، صاحب اسرار، خزاں رسیدہ دلوں کی بہار، شیخ المشائخ، خواجۂ خواجگان، رہبر چشتیاں، حضور غریب نواز علامہ مولانا حافظ محمد قمر الدین سیالویؒ ہیں جن کی نظر کرم نے صحراؤں کو گلشن، بیابانوں کو مرغزاروں میں تبدیل کر

دیا۔ جن کی نظرِ عنایت نے گداؤں کو سلاطین بنایا اور بھٹکے ہوئے مسافروں کو منزلوں کی راہ دکھائی۔ آپ نے تحریک آزادی اور تحریک قیام پاکستان میں اہم ترین کردار ادا فرمایا۔ آپ بانیانِ پاکستان میں سے ہیں۔ آپ نے اسلامی مملکت کے قیام کی خاطر مصائب وآلام کو گلے لگایا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

بیعت

حضرت صاحبزادہ والا شان دوران تعلیم جامع مسجد نور منڈی سکھیکی میں نماز عصر کے بعد شیخ الاسلام والمسلمین سیالویؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا حافظ غلام جیلانی صاحب خطیب جامع مسجد قطب شہید اسلام آباد بھی بیعت ہوئے۔ حضور شیخ الاسلام نے بیعت اور اپنی غلامی میں قبول فرمانے کے بعد سورہِ اخلاص اور درود شریف کا مختصر وظیفہ کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ اشارہ کیا کہ آپ دونوں حضرات کا وظیفہ تعلیم حاصل کرنا ہے۔

خلافت

حضور شیخ الاسلام کے وصال کے پانچ ماہ بعد حضرت کے محبوب خلیفہ حضرت صوفی فیض احمد جہلم والے کا انتقال ہوا۔ ان کے ختم قُل کے موقع پر نائب شیخ الاسلام، امیر شریعت، رہبرِ طریقت، تاجدار کشورِ ولایت، دریائے محبت، غواص بحر محبت، شیخ المشائخ، سیدی مرشدی حضور حمید الملت والدین علامہ محمد حمید الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف تشریف لائے اور حضرت خضر ملت کو خلافت سے نوازا اور بیعت کرنے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی خدمت پر مامور فرمایا۔

مُرید صادق

یہ امر نا قابل تردید ہے کہ استاد وہی قابل ہوتا ہے جس نے دور طالب علمی قابلیت کے ساتھ گزارا ہو۔ شیخ کامل وہی ہوتا ہے جو بہتر مُرید ہونا جانتا ہے اور وہی قطرۂ نیساں گوہر تابدار بنتا ہے جسے آغوش صدف نصیب ہو۔ اس لحاظ سے خضر ملت کی ذات بحیثیت مُرید دیکھئے کہ پنجاب کے معروف شہر جہلم میں ایک بہت بڑا جلسہ ہو رہا ہے۔ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ جلسے کی صدارت ایک بزرگ شیخ طریقت فرما رہے

تھے اور خضرِ ملت تقریر کر رہے تھے۔ وہ بزرگ شیخ اس شاہباز کو زیرِ دام لانے کے لئے دستار بھی ساتھ لائے تھے۔ جونہی وہ دستارِ خلافت آپ کے سر پر باندھنے کے لئے اٹھے تو موصوف نے یک لخت جست لگائی اور فرمایا، ''ایہہ سر صرف سیالاں دا اے''۔ یہ بات کہنے کو تو آسان ہے لیکن اپنے اندر ایک ناقابل تردید حقیقت کو چھپائے ہوئے ہے۔ آج کل تو لوگ خلافت کے پیچھے دوڑتے ہیں اور اس باطنی جہاں کو کاروباری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن اس مردِ باوفا نے ثابت کر دیا،

ع وہ اور ہوں گے جو پانی ملا کے پیتے ہیں

شیخ کامل واکمل حضور پیر سیال لجپال کے حضور خضرِ ملت کو ایک خاص مقام ناز و نیاز حاصل ہے۔ حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ آپ کو انتہائی شفقت سے نوازتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ صرف اسی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے کہ آج خضرِ ملت کی عظمت اوجِ ثریا سے باتیں کرتی ہے ورنہ خطابت اور درس و تدریس تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔

شیخِ طریقت

امتِ مسلمہ کی بدقسمتی کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں جہاں بدمذہب خوارج وظواہر اپنا زہر پھیلا رہے ہیں وہاں دو طبقے ایسے ہیں جو ملت اسلامیہ کی تباہی کا باعث ہیں۔ ان میں سے ایک علمائے سوء اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو طریقت کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دے کر دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور ان کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے نام نہاد مُریدین کو شریعت مطہرہ اور علماء حق سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور وہ جاہل اپنے سلسلہ کے اوراد و وظائف تو کجا طریقت کے معنی و مفہوم تک کا علم نہیں رکھتے۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جن کے عقائد و نظریات ابن تیمیہ سے ملتے ہیں اور وہ ظالم سلوک و سلاسل اور خانقاہی نظام کے بد ترین دشمن ہیں اور غضب یہ کہ آج کل اس طبقے نے ایک نہایت خوفناک جال پھیلا رکھا ہے کہ اپنے گروہ میں سے فریبی اور مکار جو اداکاری کی صلاحیت بھی رکھتا ہو کا انتخاب کر کے اور اسے شیخ طریقت کا لبادہ پہنا کر اور بڑے بڑے القاب سے ملقب کر کے مسلمانوں کو گمراہی کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیم بوذر و دلق اویس و چادرِ زہرا

ارباب فکر ونظر بتائیں کہ ایسے تیرہ بختوں کا ماتم کریں یا اپنی شومئ قسمت پہ روئیں کہ آج کے ان رہزنوں نے روحانی قدروں کو پامال کرنے کے لئے اس قسم کے ڈھونگ رچا رکھے ہیں۔ ایسے پُر خطر حالات کے باوجود دنیا مردانِ حق سے خالی نہیں جو دین مصطفوی پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ منجملہ ان میں سے خضرِ ملت ایسے شیخ طریقت ہیں جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اسلاف کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ فرما کر اپنے سلسلہ کے اوراد و وظائف کی مکمل پابندی فرماتے ہیں۔ تحیّر کا سماں ہے کہ مُریدین کی کافی تعداد کے باوجود مادی آسائشوں سے دور عجز و نیاز کی دنیا بسا کے بیٹھے ہیں۔ یہی بات ایک شیخ طریقت کے شایانِ شان ہے۔ آپ کی سیرت و کردار کا مطالعہ کریں تو اَلْفَقْرُ فَخْرِی کی منزلوں کا راہی خضرِ ملت کی صورت میں نظر آئے گا۔

خطیب و مبلغ

ایسا خطیب جو قول و فعل کے تضاد سے بچتا ہو، نمود و نمائش کا قائل نہ ہو، خلوت و جلوت میں دین اسلام کی خدمت کا جذبہ ہو۔ ارشادِ خداوندی بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ کی عملی تفسیر ہو، مخلصوں کے لئے قرار اور منافقوں کے لئے دودھاری تلوار ہو، ایسی خوبیوں کے حامل یقیناً خضرِ ملت ہیں جن کا وجود امت کے لئے رحمت اور جن کے کردار و گفتار میں موافقت ہے۔ آسمانِ خطابت کے کوکبِ تاباں، میدان خطابت کے شہسوار۔ وہ خطیب کہ مجمع محسوس کرے کہ الفاظ نہیں بلکہ گوہر افشانی ہو رہی ہے، پاکستان میں ہی نہیں بلکہ یورپی ممالک کو بھی اس گلستانِ خطابت سے گل و لالہ میسر آئے۔ برجستہ گفتگو، نرالا اندازِ بیاں، حاضر جوابی، موضوع کا تسلسل اور بالخصوص قرآن و حدیث سے دلائل آپ کی تقریر کی خصوصیات ہیں۔

ذکرِ رسولِ دوجہاں، مناقبِ صحابہ، فضائل اہلِ بیتِ رسول اور تذکارِ اولیاء اللہ آپ کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ زمانۂ طالب علمی سے لے کر اب تک فیصل آباد، گجرانوالہ کے معروف قصبہ اروپ اور فیروزوالہ کے بعد ایک طویل عرصہ سے پنجاب کے مشہور ترین شہر منڈی بہاؤالدین کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ رضویہ میں اپنے ارشادات سے عام و خواص کو مستفیض فرما رہے ہیں۔ آپ کا طرزِ بیاں دیکھ کر علامہ صائم نے فرمایا۔

رات دن تبلیغ حق ہے مشغلہ سرکار کا — مینہ برستا وعظ میں ہے رحمت و انوار کا

مدبر سیاستدان

دور حاضر کی غلیظ ترین سیاست میں جن شخصیات نے صرف اور صرف اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر یزیدی حکمرانوں کو ہمیشہ للکارا ہے ان میں خضر ملت کی شخصیت و کردار منفرد مقام رکھتا ہے۔ حسینی وعلوی سیاست خضر ملت کی بصیرت و دانش کا اعجاز ہے۔ آپ کی سیاست فکر و عمل، فہم و تدبر، دانش وتفکر، صدق و دیانت، دین کی عظمت، قوم کی خدمت کا حسین امتزاج ہے۔ قول وفعل کی یکجائی، سیاست علوی کا روشن پیغام ہے جس پر خضر ملت کو قول وفعل کے تضاد کا شکار سیاستدانوں کے لئے خضرِ راہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ حق گوئی و بے باکی کو ہر شے پر ترجیح دیتے ہوئے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو ذاتی اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر آگے نہیں بڑھتے۔ ان کی دیانت پر کسی قسم کی حرف گیری نہیں کی جاسکتی۔

المختصر حضور خضر ملت، حضور شیخ الاسلام والمسلمین جیسے لاثانی انسان کا فیضان ہیں۔ علوی اور حسینی سیاست کی عظمت کا نشان ہیں۔ آپ کی زندگی کا مشاہدہ کریں تو بھٹو دَور میں قید و بند کی صعوبتیں اور تحریک نظامِ مصطفی ﷺ کے لئے شب و روز محنت آپ کی زندگی کا درخشان باب ہے۔ اخلاقی قوت، دلیری، محنت اور استقامت ایسے چار ستون ہیں جن پر ایک مستحکم سیاسی عمارت وجود میں آتی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ چاروں خوبیاں اس مردِ مجاہد میں وافر نظر آتی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اپنے ہی نہیں بیگانے بھی، دوست ہی نہیں دشمن بھی خضر ملت کی سیاسی بصیرت کے معترف ہیں۔

صاحبِ قلم وقرطاس

خضر ملت کی گرانقدر تصانیف میں الفاظ جام عشق پی پی کر نکلتے اور قرطاس پر جھومتے ہیں۔ حقائق سے معمور اور رسول اللہ سے منسوب تصانیف میں آپ کا مطمع نظر یہ ہے کہ عشقِ رسول ہی جانِ حیات اور مُرادِ کائنات ہے۔ آپ کی تصانیف تشبیہات واستعارہ، سلاست وروانی، برجستگی و بے ساختگی، طرز ادا کی رنگینی کا حسین امتزاج ہیں۔ جس طرح آپ کی گفتگو میں مٹھاس ہے اسی طرح تحریر میں بھی محبت کا رنگ نمایاں ہے۔

رسول کریم اور آپ کے پیاروں سے عداوت رکھنے والوں کے لئے آپ کا قلم خنجر خونخوار اور اہل محبت کی تسکین کا باعث ہے۔ آپ کی مطبوعہ تصانیف آلِ رسول ۲ جلد، حیاتِ رسول، خلفائے رسول، مودودِ رسول، خطباتِ خضر ۲ جلد ۲۷ خطابات اور تفسیرِ قرآن ''انوار البیان'' اہلِ ایمان کے لئے قلبی طمانیت کا باعث اور صداقت کی راہوں سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے دلائل و براہین کا ایک پورا گلستان ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی بیش قیمت کتب کی عوامی تشہیر کے لئے متعدد کتب کے معتبر اور مستند اردو تراجم کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ آپ کی مطبوعات حسنِ عقیدت ومودت کی ترجمان بھی ہیں اور آپ کے نورانی قلم کا شہکار بھی۔

خضر ملت کی ادبی زندگی کا ایک اچھوتا پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے رواج شدہ تمام بحروں میں اشعار لکھے ہیں۔ نثر کی طرح نظم میں بھی روانی، برجستگی، بے ساختگی خاصۂ خضر ہے۔ آپ کے چھ شعری مجموعے جامِ خضر، پیامِ خضر، صدائے خضر، ارمغانِ خضر، اسرارِ خضر اور جامِ حیات شائع ہو کر مقتدر ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔

شیخ الجامعہ الغوثیہ

خضر ملت منڈی بہاء الدین کی سب سے بڑی علمی و روحانی درسگاہ جامعہ غوثیہ کے بانی، مہتمم اور پرنسپل ہیں۔ بذاتِ خود تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت عطیۂ خداوندی ہے۔ جن سے باری تعالیٰ نے دین کی خدمت کا کام لینا ہے، انہیں ارادوں کی پختگی اور ہمہ وقت کام کام اور کام کا شعور مرحمت فرماتا ہے۔ کسی ادارے کا سربراہ ہونا قومی تعمیر کی انتہائی ذمہ داری اٹھانے کے مترادف ہے۔ طلباء کی کامیابی کا تفکر، سٹاف سے برادرانہ اور محبت بھرا سلوک، دار العلوم کی ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنا بالخصوص طلباء کے ساتھ مشفقانہ سلوک، طعام وقیام اور علاج معالجہ کا بندوبست، یہ تمام چیزیں آپ کی خصوصیات میں شامل ہیں اور سب سے بڑی خوبی اخلاص ہے جس کے سبب بڑی بڑی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے دار العلوم چشتیہ غوثیہ میں آپ کے زیرِ سایہ ملک کے چاروں صوبوں سے طلباء اپنی علمی وروحانی تشنگی بجھا رہے ہیں۔

خضرِ ملت کو دین اسلام اور دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت کے لئے دارالعلوم کے قیام کے سلسلہ میں بے پناہ مصائب و آلام اور بے جا مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ جن مشکل ترین حالات سے گزرے عام آدمی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ قدم قدم پر رکاوٹیں، مخالفوں کی جانب سے پر فریب پراپیگنڈا، ذاتی عناد کی بنا پر دینی اور مذہبی امور کی مخالفت، بے محل اعتراضات، ناروا سلوک، بے جا تلخیاں، نامناسب رویہ، بے گانوں کی ستم ظریفیاں، اپنوں کی جفا کاریاں، مسکرا کر برداشت کرنا، حضرت خضرِ ملت کے نظام الاوقات میں شامل ہے۔ فرماتے ہیں:

زمانے کے یزیدو! نہ خنجر تان کر آؤ
حسینی ہوں میری کرب و بلا تک بات پہنچے گی

آپ کی ایک غزل کے اشعار اس قسم کے حالات کی غمازی کرتے ہیں:

ہے اک جانب جفائے دوستاں، اک سمت دشمن ہیں
ہے لا رکھا مقدر نے غضب کے درمیاں مجھ کو
میں چلاّتا تھا لیکن بجلیوں کا رقص جاری تھا
نظر جب شاخ پر آیا نہ اپنا آشیاں مجھ کو
کروں صیاد کے جور و ستم کا کیوں بھلا شکوہ
کہ جب خود لوٹ لیتے ہیں چمن کے پاسباں مجھ کو

جناب محمد اسلم طالبؔ جو پنجابی کے معروف شاعر جناب دائم اقبال دائمؔ مرحوم کے نواسے ہیں اور خود بھی شاعر اور حضرتِ خضر کے مُریدہیں نے آپ کی شان میں کافی کلام لکھا ہے۔ اسی سلسلہ کلام کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

خضر پیر میرا وارث عظمتاں دا وکھرا جگ توں روشن ضمیر سید
دشمن نبی کریم ﷺ دے ویریاں دا سجناں واسطے مٹھی تاثیر سید
جھلیاں سختیاں دین لئی دنیں راتیں باطل اگے نہیں گردن جھکائی سوہنے

ثابت کیتا اے نال کردار اپنے میں ہاں فاطمی ابن شبیر سید
اپنے بابے دی سنت تے عمل کر کے دامن دشمناں دے خوشیاں نال بھردا
بے انصاف زمانے دے کی دسّاں کتنے جھلّے نے سینے تے تیر سید
اچی سوچ تے ڈونگھا و چار نالے ستھری گفتگو چال انوکھڑی اے
طالب سوہنا لجپال ہے پیر میرا، چانن علی دی نوری تنویر سید

الغرض آپ ہر قسم کے مصائب میں ثابت قدم رہے اور دینِ متین کی خدمت کا جذبہ لئے رستے کی ہر رکاوٹ کو اپنی اخلاقی اور مخصوص حکمتِ عملی سے عبور فرماتے رہے۔ آپ کو زندگی میں سب سے زیادہ جس شخصیت نے متاثر کیا وہ آپ کے شیخ کریم، شیخ الاسلام والمسلمین، خواجۂ عارفاں حضرت قمر الدین سیالویؒ ہیں۔ فرماتے ہیں:

''میرے شیخ دنیائے شریعت وطریقت کے مجددِ اعظم ہیں۔''

فسانۂ جہاں

خطیبِ برطانیہ، صاحبزادہ پیر سید مزمل حسین نقشبندی جماعتی لکھتے ہیں، ''پیرِ طریقت اور رہبرِ شریعت حضرت علامہ پیر سید خضر حسین چشتی مدظلہ العالی دنیائے عالم کے مقبول ترین خطیب، نامور مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم ادیب، بہترین شاعر، کامیاب مصنف اور ایک درویش صفت، خدا رسیدہ روحانی پیشوا بھی ہیں۔ چالیس گرانقدر کتب کے مصنف بھی ہیں۔ آپ نے اہلِ بیت کی شان میں ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب لکھ کر خوارج ونواصب کے ناپائیدار قلعوں کو زمیں بوس کر دیا ہے۔ آپ کی نظم ونثر میں حقائق کے سمندر موجزن ہیں۔ آپ کا کلام جس محفل میں پڑھا جاتا ہے کیف وسرور کی دنیا آباد ہو جاتی ہے۔ آپ کی لغت میں ایک اپنا انداز ہے جو سننے والوں کے دلوں میں خوشبو کی طرح اتر کر دل ودماغ کے اندر سرور کا اک جہان آباد کر جاتی ہے۔ آپ کا کلام پڑھنے سے کیفیت ومحویت کا ایک ایسا عالم طاری ہو جاتا ہے جس سے اہلِ محبت کے گلستانوں میں کلیوں کے تبسم کی چار سو روشنی پھیل جاتی ہے۔''

درگاہ پیر بولان، حضرت سید محمد ابراہیم چشتی نقوی المودودی المعروف خواجہ یکپاسیؒ مستونگ

شریف کے سجادہ نشین جناب پیر سید علی محمد شاہ صاحب چشتی لکھتے ہیں، "۶ ستمبر ۲۰۰۰ء کی یکپاسی کانفرنس میں علامہ پیر سید خضر حسین چشتی سیالوی تشریف لائے اور اپنے خوبصورت خطاب سے لوگوں کے دل و دماغ کو معطر کیا۔ بعد میں انھوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ سے وابستہ ہونے پر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کا مجاز بیعت ہونے کے ناطے پیرِ پیراں، قطب الاقطاب، حضرت خواجہ قطب الدین سلطان مودود چشتی پر اُردو زبان کی پہلی کتاب "مودودِ رسول" تصنیف کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی طرف سے اپنے اُوپر عائد فرض اور قرض ادا کر دیا۔ ان کی یہ خوبصورت کتاب بہت ہی مقبول ہوگئی۔ حضرت پیر سید خضر حسین چشتی کا اندازِ تحریر خطیبانہ بھی ہے اور عالمانہ بھی۔ ان کی تحریریں قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین ہیں جو پڑھنے والوں کے دل و دماغ کو روشن اور معطر کر دیتی ہیں جو ایک عالمِ باعمل کا خاصہ ہے۔ آپ عالمانہ انداز سے موضوعِ سخن پر قلم اُٹھا کر تشنہ دلوں کی سیرابی فرماتے نیک فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔"

کیڈٹ کالج مستونگ بلوچستان کے پروفیسر فاروق فیصل تونسوی رقمطراز ہیں: "پیر سید خضر حسین چشتی کو اپنے موضوعات اور نظریات سے صرف دلچسپی اور ہمدردی ہی نہیں، عشق ہے بلکہ عشق بھی جنون کی حد تک ہے جو ان کے عمیق مطالعے اور گہرے مشاہدے کا بین ثبوت ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہیں۔ ایک منفرد طرز کے محقق اور جادو بیاں مقرر ہیں اور اسلامی تاریخ و تحقیق کے حوالے سے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اگر ان کی تمام تصانیف کے حوالے سے ذکر کیا جائے تو وہ ایک طویل داستان بن جائے گی۔ آپ کا اندازِ تحریر مؤثر، جاندار اور مدلل ہے جس سے ہر شخص ہمیشہ مستفید و مستفیض ہوتا رہے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پیر سید خضر حسین چشتی سیالوی نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ساتھ اپنی وابستگی اور نیاز مندی کا بھرپور حق ادا کیا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پیر سید خضر حسین چشتی سیالوی کی دینی، روحانی، علمی، تحقیقی اور تاریخی کاوشوں کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔"

لشکرِ حسین جموں کشمیر کے مرکزی امیر علامہ ظفر اقبال فاروقی لکھتے ہیں:

رئیس ملک سخن ہے ادب کا ناز ہے تو ۔۔۔ شہیر دنیا و دیں ہے ہنر کا راز ہے تو

کرے شکار جو لفظوں کا من پسندی سے ۔۔۔ الفاظ و معانی کا وہ شہباز ہے تو

میرے مخدوم، استادِ محترم، خاندان زہراؑ پاک کے گل سرسبد، خضر دین وملت، رہبرِ طریقت و شریعت، پیر سید خضر حسین چشتی سجادہ نشین درگاہ عالیہ کوٹلہ سارنگ شریف عشقِ رسول کے سفیر، محبت آلِ رسولؐ کے پُرجوش علمبردار، تاجدارِ قلم وقرطاس، علمی وادبی حلقوں میں معروف اسلامی سکالر، ثقہ عالم دین، مستند مبلغ، باوقار خطیب، معتدل اور ذہین قائد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منجھے ہوئے ادیب اور قادرالکلام شاعر مانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کا قلم محض ایک بلند پایہ ادیب کا ہی قلم نہیں بلکہ ایک داعی اور مربی کا قلم بھی ہے۔ آپ کی تحریر میں تحقیق کے ساتھ خلوص اور دردمندی کی وجہ سے گہری تاثیر پائی جاتی ہے۔ آپ سادہ مگر دلچسپ اور مؤثر انداز سے بات کہنے کی قابلِ رشک صلاحیت رکھتے ہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ علمی ثقافت کے بوجھ تلے شاعری اور تحریر کی شگفتگی دم توڑ جاتی ہے مگر آپ کی نثر ہو یا نظم نمایاں خوبی یہ ہے کہ خالص علمی موضوعات کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے بھی ان کی تحریر میں سلاست وروانی کے ساتھ تازگی برقرار رہتی ہے۔ آپ نے افراط وتفریط کے اس دور میں استقامت کے ساتھ تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین سے سچی الفت رکھنے والے ان کے نیازمند اور ممنون دکھائی دیتے ہیں۔ میلاد النبیؐ کی پُرنور محافل ہوں یا اہل بیتِ رسولؐ کی محبت کا ذکر، خلفائے راشدین کی عظمت کا اظہار ہو یا صوفیائے کرام کے ملفوظات کا تذکرہ آپ کی زبان وقلم اہلِ سنت کے اسلاف کی ترجمان ہوتی ہے۔ مجھے بچپن ہی سے آپ کی شفقت ومحبت اور معیت کا شرف حاصل رہا ہے۔ جلوت ہو یا خلوت، تحریر ہو یا تقریر، اعتقادی نظریات ہوں یا فروعی معاملات کبھی بھی آپ نے اکابرینِ امت کے مسلمہ مؤقف اور اجتہادی فیصلوں پر اپنی تحقیق ق تدقیق اور رائے کو مقدم نہیں جانا بلکہ پوری جانفشانی سے راسخ الاعتقادی کے مبلغ ہیں۔

قوتِ گویائی نعمت بھی ہے اور طاقت بھی۔ بے حس قوموں کے لئے نوید بھی ہے اور الجھے جذبات کے لئے نشانِ منزل بھی۔ ٹوٹے دلوں کے لئے راحت وتسکین بھی ہے اور مردہ دلوں کے لئے مسیحائی بھی۔ کمزوروں کے لئے استقامت بھی ہے اور جوانمردوں کی علامت بھی۔ اندھیروں میں سراج ہے تو فتح و نصرت کا تاج۔ غرض قوتِ نطق وہ شرفِ لطیف ہے جس سے ایک خاکی جسم اپنے انواع سے ممتاز ہوکر

انسانیت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں شمشیریں رُک جاتی ہیں وہاں تقریریں نہیں رکتیں۔ جو سنگین دلوں کے سومنات تیز دھار تیغ سے فتح نہ ہوسکیں زبان کی جادو بیانی سے بڑی آسانی سے زیرِ دام آ جاتے ہیں۔ دلوں میں اتر جانے والی گفتگو بہار کی اُس بارش کی طرح ہے جس کا ایک ایک قطرہ بنجر زمینوں میں روح بن کر اترتا ہے اور صحرا کو گلستان بنا دیتا ہے۔ کوہِ صفا پر تسنیم و کوثر سے دھلے ہوئے مقدس الفاظ ہی تھے جن کے نور سے کفر و شرک کے اندھیروں میں ہدایت کے چراغ روشن ہو گئے۔ کتنا دلنشین وہ کلام تھا جس کے آگے فصحاءِ عرب بے زبان ہو کر رہ گئے۔ الغرض خطابت ایسے فن کا نام ہے جس سے دوسروں کے سامنے اپنے موقف و مدعا کو خوبصورت انداز میں پیش ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ منوایا بھی جا سکتا ہے۔ آج کے پرفتن دور میں افراتفری، قتل و غارت، فرقہ پرستی کا طوفان، نفرتوں کی یلغار یہ سب ان خطیبوں کی زبانِ آتش فشاں کا نتیجہ ہے جن کے ذہنوں میں طاغوتوں نے زہر کھول رکھا ہے۔ چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاریوں تک خطباء کے کردار اور خطبات کے اثرات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خضرِ ملت ان تمام حقیقت شناس اہلِ حق خطباء کے سرخیلِ قافلہ ہیں جن کے خونِ خمیر میں دینِ مصطفیٰ ﷺ کی محبت رچی بسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تقریریں اور تحریریں جہاں ناموسِ مصطفیٰؐ، عظمتِ اہلِ بیتِ اطہار اور صحابہ کبار کی امین ہیں وہیں وطنِ عزیز سے وفا کے جذبہ سے سرشار ہوتی ہیں۔ آپ کی خطابت میں شائستگی اور سنجیدگی کے اظہار کے ساتھ جہاں دلائل کی بھرمار ہوتی ہے وہاں الفاظ کا دامن محبت سے تربتر ہوتا ہے۔ آپ کی خطابت کی دنیا بڑی وسیع ہے لیکن اس میں دور دور تک بھی تخریب نہیں بلکہ تعمیری موضوعات کے باب کھلے ہیں۔ دلوں میں اتر جانے والی زبانِ فیض نے ان کے گرد محبت کرنے والوں کا ایک جہاں آباد کر رکھا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ پاکیزہ جذبات کے اظہار کے لئے قلب و نظر کی طہارت نماز کے وضو کی طرح ضروری ہے۔ آواز اور لہجہ کتنا ہی دلفریب کیوں نہ ہو صراطِ مستقیم کی نشاندہی کے لئے کبھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ بے عمل مقرر کی تقریر بے موسم بارش کی مانند ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لوگوں کے جذبات کو ابھار کر دین میں فساد پیدا کرنے والا شعبدہ باز تو ہوسکتا ہے رسولِ پاکؐ کے ممبر کا وارث نہیں ہو

سکتا۔ میرے حضور کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ تقویٰ و پرہیز گاری، شبِ بیداری اور جگر کاری آپ کے لطیف مزاج کا حصہ ہے۔ تصوف و طریقت آپ کے اپنے گھر کی میراث ہے۔ حسب و نسب کی شرافت آپ کو نصیب ہے۔ آپ کے شبانہ روز خانقاہی طرزِ زندگی کے تحت وردو وظائف میں گزرتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی روحانی درگاہِ فیض کی مسندِ ارشاد کے وارِث ہیں۔ ہزاروں لوگ اپنے دلوں کی صفائی کے لئے آپ کے حضور دامن پھیلائے حاضر ہوتے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے آپ کے عقیدت مند مُریدین جن کی روحانی تربیت آپ کی ذمہ داری ہے آپ کی مصروفیت کا حصہ ہیں۔ بیرونِ ملک تبلیغی اجتماعات میں شرکت فرماتے ہیں۔ ان تمام امور کی بجا آوری کے باوجود اب تک قریباً ڈیڑھ درجن کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن مجید کی عمدہ ترین تفسیر کا کام بھی جاری ہے۔

آپ کے خطابات، مقالات، ارشادات اور علمی نوادرات کا ایک ایک لفظ جہاں محبت سے اجلا اور نکھرا ہے وہیں خوشبودار بھی ہے۔ آپ کی مثال اُس پھول کی سی ہے جو کانٹوں میں کھلتا اور مسکراتا ہے۔ نہ صرف پاس سے گزرتی ہوئی ہواؤں کو مہک دار بنا دیتا ہے بلکہ مسلنے والے ہاتھ بھی خوشبودار بنا دیتا ہے۔ کانٹوں سے مُراد وہ دین فروش حاسدین ہیں جنہوں نے مذہب کو تجارت، محراب و منبر کو دنیاوی شہرت اور چمک کا بہترین ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ جبہ و دستار، فقر و غنا کی عصمت فروشی ان کے روزمرہ کے مشاغل ہیں۔ علم و علماء سے انہیں شدید قسم کی نفرت ہے جنہیں خدا نے علم و حلم، کرم، بھرم اور شرم جیسے عناصرِ حسنہ سے نوازا ہے ان کی تذلیل کرنا فطرت میں شامل ہے۔ چونکہ ایک مدت سے یہ اپنی عزت کھو چکے ہیں لہٰذا کسی کی عزت کرنا تو درکنار برداشت کرنا بھی ان کے بس میں نہیں رہا۔ دانشمندوں کا کہنا ہے کہ کسی کی قابلیت و عظمت تسلیم کرنا بھی عظیم لوگوں کا شیوہ ہے ذلیل لوگوں کا نہیں۔ جو نقصان ان لوگوں کے ہاتھوں اہل سنت کو پہنچ رہا ہے اس کا مدتوں ازالہ نہ ہوگا۔ حضرِ ملت نے ان کے مقابل اپنے کردار اور عمل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب کے مقدس رُوپ میں دین کی دکانیں چمکا کر ایمان اور غیرت کی سوداگری سیرتِ بلالی نہیں دلالی ہے۔ ان مشکل ترین حالات میں استقامت اور جرأت کے ساتھ دین کا کام کرنا خونِ حسینی کا کمال نہیں تو اور کیا ہے؟ اہلِ حق کے لئے آپ کا یہی پیغام ہے،

حربۂ صبر و رضا، خنجرِ تسلیم کے ساتھ حرص اور آز کے اژدر کو کچلنا سیکھو
ظلمتِ شب کو خضرؔ گر ہے مٹانا تم نے شمع کی مثل جلو اور پگھلنا سیکھو

آپ کے اس دور میں بے مقصد شاعری کے دریا سُو بہ سُو اُمنڈتے دکھائی دیتے ہیں جن میں لب و رخسار، شراب و کباب کے تذکروں میں رنگِ مجازی نمایاں اور حسنِ ناپائیدار کی مدحت میں مادی ہوس کے خطرناک جام چھلکتے نظر آتے ہیں۔ گویا حقیقت سے دور مجازی افسانوں کی فراوانی کو شاعر کا مقصدِ اوّلین بنالیا گیا ہے جس سے لادینیت کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ نوجوان معاشرے میں اخلاقی پستی، دین سے بیگانگی، تصوف سے ناآشنائی، ذکر و فکر سے انحراف کی خوفناک اور مایوس کن طلسم آمیز صورتِ حال نے جنم لیا ہے۔ آخر اس تناؤ اور بگاڑ کا ذمہ دار کون ہے؟ یقیناً مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ، محبوبِ حقیقی کی اوصافِ جلیلہ سے ناواقف، راہِ سلوک کی خطِ مستقیم سے ناآشنا، حقیقی عشق و کیف کی لذتوں سے بے بہرہ، دنیاوی شہرت و ہوس کی خاطر اسفل سفلین کی وادیوں میں آسودہ خواب نام نہاد شعراء ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاعری عطیۂ خداوندی ہے مگر اس کے استعمال پر تو اِمَّا شَاکِراً وَّ اِمَّا کَفُوْراً کا اختیار حاصل ہے۔ چاہے تو حسان بن ثابت کی پیروی کرے اور چاہے تو وقتی منفعت کے حصول کی خاطر اہلِ دولت کی نغمہ سرائی یا اربابِ اقتدار کے ایوانوں میں بطور کشکول گدائی اپنائے۔ یاد رہے کہ جہانِ رنگ و بو میں ان بلند اقبال، نابغۂ روزگار سخنوروں کی بھی نظیر نہیں ملتی جنھوں نے بے کار چٹانوں کے سینے پھاڑنے کی بجائے ثریا کی رفعتوں کو چیر کر لوحِ تقدیر پر لکھی تحریریں اتاریں اور سینۂ قرطاس پر بکھیر دیں۔ جو راوی و چناب کی طغیانیوں میں غرق ہونے کی بجائے عشقِ حقیقی کے قلزم میں بے خطر کود پڑے یا پھر تسلیم و رضا کے خنجر تلے ذبح ہو کر حیاتِ جاودانی حاصل کر جائے۔ خاکدانِ گیتی پر نقش اس زندہ و جاوید تاریخ کے باب میں حسان، رومی، جامی، سعدی، اقبال، فاضل بریلوی، پیر مہر علی شاہ جیسے اسمائے گرامی ثبت ہیں۔ عصرِ حاضر میں استاذی المکرّم، فیض درجت، خضرِ ملت حضرت پیر سیّد خضر حسین چشتی دامت برکاتہم العالیہ بھی ان اہلِ سخن کی صفِ اوّل میں جلوہ فگن ہیں جن کے کلام میں حضرت حسان کی پیروی، جامی کا درد، رومی کا سوز، سعدی کی لے و مستی، پیر مہر علی کا گداز، اقبال کی فکر اور رضا کی تڑپ بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذہانت و فطانت کے ساتھ طبع سلیم، نگاہِ نکتہ سنج اور وافر ذوق و شوق سے نوازا ہے۔ کلفٹن کی موجوں سے لے کر کشمیر کی جنت نظیر وادیوں تک سوہنی دھرتی کے ذرات آپ کے حسن خطابت کے امین ہیں۔ پاک سرزمین ہی نہیں آپ کی صدائے دلنواز، صورتِ ہادی بن کر مغربی دنیا کے ممالک میں گونجتی رہی ہے۔ آپ اپنے دیس میں نامور شاعر، بہترین خطیب، ثقہ عالمِ دین، مستند مصنف، پختہ مزاج قائد، حلیم و کریم طبع استاد، باوفا دوست اور کامل شیخ طریقت ہونے کی وجہ سے اکثر علمی و ادبی اور روحانی محافل کو اپنے دم قدم سے سراپا گلزار بنا رہے ہیں۔ شریعت و طریقت اور تصوف کا سرچشمہ آپ کے گھر کی جاگیر ہے۔ جذب و مستی، کیف و نیاز آپ کے خونِ ضمیر میں شامل ہے۔

سرورِ دوجہاںؐ سے آپ کا نسبتی اور قلبی تعلق ہے۔ علوم شریعہ اور رموزِ طریقت پر دسترس حاصل ہے۔ طبیعت میں لطافت و نفاست کا عنصر، شائستگیٔ فن، بے ساختگیٔ اظہارِ جذبات و حقائق کی ہم آہنگی کا سلیقہ آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ سرمستی و ادب کے امتزاج سے پیدا ہونے والے ان کے لہجے میں کھنک بھی ہے کسک بھی، اس لئے وہ دل و دماغ کو بیک وقت متاثر کرتا ہے۔ آپ نے تقریباً تمام شعری اصناف حمد، نعت، غزل، منقبت، نظم، مرثیہ، وغیرہ پر فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔ آپ کی نعتیہ غزلوں میں کمال درجہ کا نیاز و گداز، طلب و اشتیاق، جذب و مستی، سیرتِ مصطفوی کے خد و خال، ملی آشوب کا عکس، طبع گراں کو ہلکا کرنے کا سامان پڑھنے سننے والوں کو بہم میسر آتا ہے۔ آپ کے کلام میں الفاظ کی جھلمل اور اشعار کی ترنم خیزیاں ہُو کا عالم طاری کر دیتی ہیں۔ بعض مقامات پر تو کئی کئی واقعات و معجزات و کمالات کے تذکرے کنایوں اور استعاروں کی جل تھل میں فرما جاتے ہیں۔ آپ کا ہر شعر جاندار بھی ہے اور شاندار بھی۔ جام جم سے کہیں سوا یہ جامِ حقیقی مستیوں سے سرشار کر دیتے ہیں۔

ایک اور پہلو سے آپ کے فنِ سخن کا جائزہ لیں تو جہاں آپ کے اشعار میں مدحتِ محبوبِ دوعالم ﷺ اور قصائدِ آلِ مصطفیٰ کے تذکرے اوج پر ہیں اور غزلیات میں طہارت کا حسن اپنے جوبن پر ہے وہاں منکرینِ اوصافِ نبوت اور دشمنانِ عترت مبعوثِ جہاں ﷺ سے بیزاری کا رنگ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ چونکہ آپ کا نسبی تعلق بھی خاندانِ رسولؐ سے ہے اس لئے آپ کا پسندیدہ موضوعِ سخن عظمتِ اہلبیت و شان

عہدِ حاضر کے گروہِ خوارج ونواصب نے جدید حربوں اور ہتھکنڈوں سے علمائے حق کے خلاف پراپیگنڈے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان کا ہدف وہ اہلِ سنت والجماعت کے مبلغین ہیں جو حسبِ مراتب صحابہ کرامؓ سے سچی عقیدت رکھتے ہیں۔ یہ بد بخت، اُن سے جب ولادتِ علیؑ یا خاندانِ رسولؐ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ سنتے ہیں تو ان کا خبثِ باطن شعلے اگلنے لگتا ہے۔ حضور خضرِ ملت نے بڑی جرأت اور کمال دانشمندی کے ساتھ ہر میدان میں ناہموار اور بازاری زبان استعمال کرنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور ان مضر اعتقادی اثرات سے اہلِ اسلام کو تحریر وفکر کے ذریعہ باخبر فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

لشکر میرے پیچھے ہے یزیدانِ جہاں کا　　　ہے ارضِ نجف، دشتِ بلا ہا میرے آگے
لوں گا میں سدا نام شہیدانِ وفا کا　　　جا ساری بلاؤں کو بُلا لا میرے آگے

آپ کے شعری وادبی ذوقِ لطیف میں نفاست کے ساتھ تفننِ مزاح کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے۔ اپنے معاندین ومعاصرین کے بے ہنگم ونامعقول ہرزہ سرائیوں کے جواب میں فرماتے ہیں:

اِن چوزوں کی چوں چوں کی رسائی نہیں مجھ تک
لانا ہے تو لے آ کوئی شکرا میرے آگے
گر چاہوں تو میدانِ خطابت کو ہلا دوں
یہ کون ہیں جو پڑھتے ہیں باتا میرے آگے

غالب کی زمین میں کہی گئی اسی غزل میں فرماتے ہیں:

رہتا ہوں سدا شمس زمانہ کے جہاں میں　　　کیا چیز ہے یہ اوجِ ثریا میرے آگے
سایہ ہے میرے سر پہ خضرؔ شمس وقمر کا　　　جب ہی تو کوئی سر نہیں اُٹھتا میرے آگے

ناگفتہ حالات میں اپنے دیس اور بیرونِ ممالک میں جس تن دہی سے آپ مقدس مشن کی ترویج کا سلسلہ شروع کیے ہوئے ہیں یہ خونِ رسالت گُم کا کمال ہے۔ تحریر وتقریر، تدریس وتحقیق، عقیدت مندوں کی روحانی تربیت اور دوسری مصروفیات کے علاوہ اس وقت پوری دنیا میں اہلِ سنت وجماعت کے عقائد ونظریات کی پاسبان، سب سے بڑی مذہبی تحریک جماعت اہلسنت پاکستان کی مرکزی قیادت نے صوبہ

پنجاب کی صدارت کے لئے دوسری مرتبہ آپ کا انتخاب کیا ہے۔ آپ کے شاگرد علماء کا حلقہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ اہلسنت کی عظیم درسگاہ جامعۃ الغوثیہ کے انتظام وانصرام کے علاوہ مسندِ تدریس پہ بیٹھ کر تشنگانِ علم کے قلوب کو سیراب کر رہے ہیں۔ آپ اپنے تربیت یافتہ نونہالانِ علم وادب کو جن میں راقم الحروف بھی شامل ہے، پوری ملت کے علمائے حق اور مبلغین کو یہی پیغام دیتے ہیں کہ،

رکھتا ہے دل میں بغض جو آلِ رسولؐ سے　　ایسے فقیہ شہر کی تعظیم چھوڑ دو
جو شہر و بابِ علم سے رکھتی ہے دُور دُور　　اس درس گاہِ کفر کی تعلیم چھوڑ دو

آپ کی زندگی اور مشن کی دعا کے لئے الفاظ کا انتخاب بھی آپ کے کلام سے کرتے ہیں،

یا خدا! دینِ رسولِ دوسراؐ کی خیر ہو　　خیر ہو ہر اک بھلائی کی وفا کی خیر ہو
رنگ لائے گا خضرؔ تیرا یہ اندازِ فغاں　　درد میں ڈوبی ہوئی تیری صدا کی خیر ہو

خطیبِ شاد باغ لاہور، مولانا گلزار احمد کمالؔ خضری لکھتے ہیں: ''میرے شیخ کا کلام آپ ہی کا ہے۔ آپ کا کلام بندۂ ناچیز خود بھی پڑھتا ہے اور دنیائے اسلام کے نامور نعت خوان بھی شوق سے پڑھتے ہیں۔ گاہے گاہے ریڈیو، ٹیلیویژن سے بھی نشر ہوتا رہتا ہے۔ آپ بہترین شاعر، میدانِ خطابت کے شہسوار اور نامور مصنف ہیں۔ آپ کے فیضان سے دنیائے محبت کے کئی گلستان آباد ہیں۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میرے شیخ کا فیضان قیامت تک جاری رہے اور خواجگانِ چشت کے طفیل اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت فرمائے۔''

معروف نقاد، ڈاکٹر محمد اعظم شاہدؔ کا کہنا ہے، ''دنیائے بے ثبات میں ہر انسان منفرد طرز زندگی رکھتا ہے۔ نگاہِ تاریخ نے گلشنِ ہستی کو ویرانوں اور بربادیوں کے شعلوں سے بھسم کرتے، سفاکیوں اور خون آشامیوں سے بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیلتے اور سہاگِ انسانیت لوٹتے اُن لوگوں کو دیکھا ہے جو خالق ومعبود کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی بندگی کرتے ہیں بلکہ نیکی کے جتنے چراغ اُن کی زد میں آئیں انہیں گُل کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ احبابِ ذی قدر بھی جلوہ فرما ہیں جو اپنی قوتیں عروس گیتی کی نوک پلک سنوارنے میں صرف کرتے ہیں۔ علم وحکمت کے کاروانِ عمل کی قیادت اُن کا طرۂ امتیاز ہوتا

ہے۔ زندگی کے سنسان صحراؤں میں نیکیوں کے خیابان آباد کرنا اُن کا شوق ہے۔ شاہراہِ حیات پر ہر قدم ذمہ داری سے رکھنا اُن کا افتخار ہے۔

عہدِ حاضر میں انہی محدود چند لوگوں نے مل کر ملک وقوم سے فتنہ وفساد کی بیخ کنی کے لئے ایک ایسے ادارے اور تنظیم کو عملی شکل دی جس کا کام ایک طرف نوجوان نسل کی اصلاح تدریس وتقریر سے ہے تو دوسری طرف تحریر وتنویر سے۔ ان باعزم وباہمت نوجوانوں نے جہاں بڑی ضخیم کتب شائع کیں وہیں ہر خاص وعام تک پہنچانے کے لئے مختصر رسائل کی اشاعت کا ذمہ لیا تاکہ ضروری اور بنیادی مسائل آسان ترین الفاظ اور طریقہ سے اہل اسلام تک پہنچائے جائیں جس سے ان کے ذہنوں میں نظریاتی پاکیزگی اور دین سے وابستگی کا جذبہ پروان چڑھے۔ اس قافلۂ عشق ومستی کے سرخیل مجاہدِ ملت، بطلِ حریت، جبلِ استقامت، خضرِ ملت جناب پیر سید خضر حسین چشتی صاحب نے اپنی شبانہ روز مصروفیات کے باوجود اس مشن سے وفا کا حق ادا کیا اور تسلسل سے تحریر کا سلسلہ جاری رکھا اور ابھی بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش اور جہدِ مسلسل کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین"

حکیم ثناء اللہ کلیمی لکھتے ہیں، "میرے پیر ومرشد، خضرِ ملت، حضرت پیر سید خضر حسین چشتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹلہ سارنگ شریف، لالہ موسیٰ ضلع گجرات، کی قلمکاری حمد، نعت، منقبت اور غزلیات کا حسین گلدستہ ہے۔ آپ کی غزل میں بھی مذہبی رنگ نمایاں نظر آتا ہے اور طرزِ غزل دوسرے شعراء سے مختلف ہے۔ ایک عالمِ دین، صوفی، صاحبِ طریقت اور درویش صفت بزرگ کی غزلیات اور عام شاعر کی غزلیات میں نمایاں فرق ہے۔ آپ شعرائے جدید سے گریزاں اور رومی، جامی، خسرو، حافظ، سعدی، فاضل بریلوی، اقبال اور دیگر صوفی شعراء کو پڑھتے ہیں۔ ان حضرات کے کلام نے آپ کی طبیعت پر اثرات مرتب کیے ہیں۔

آپ کے ہر شعر میں درد وسوز کی ایک دنیا آباد ہے۔ یہ عارفانہ اشعار مشربِ چشتیت کی ترجمانی کرتے دکھائی دیتے ہیں اور ان اشعار کو پڑھتے یا سنتے انسان تصور کی آنکھ سے کائنات کے ہر ذرے میں جلوۂ جاناں کا نظارہ محسوس کرتا ہے۔ آپ جہاں شریعت وطریقت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہاں

کافی لوگ مزاج شاعرانہ رکھتے ہیں اور فکری اختلاف کے باعث آپ کی مخالفت میں سرگرمِ عمل ہیں۔ اُن میں سے بعض پر دہریت کا بھوت سوار ہے جس کے باعث وہ نعت کو شاعری تسلیم نہیں کرتے اور اُن کے نزدیک غزل گوئی ہی شاعری ہے۔ یہ صرف جنونیوں کا مسلک وفلسفہ ہے اور اہلِ اسلام کے نزدیک اس قسم کی یاوہ گوئی کی کوئی حقیقت نہیں۔ خضرِ ملت فرماتے ہیں،

ارے چھوڑو یہ باتیں زُلف کی، رخسار کی، تِل کی
سناؤ حیدرِ کرّار کی تلوار کی باتیں
گیا میں عاشقوں کی رات اِک پُرنور محفل میں
وہ رو کر، کر رہے تھے خضؔر کے اشعار کی باتیں

دوسری بات یہ ہے کہ آپ بلند پایہ خطیب اور کئی تحقیقی کتب کے مصنف ہیں جس باعث آپ کے اردگرد مخصوص علماء کی ایک پوری جماعت ہر وقت آپ کے خلاف شور وغل کی صورت میں اَخلاقیت کا مظاہرہ کرتی رہتی ہے جن میں سے کچھ شخصیات لیڈری کے ہیضہ کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر مخمصے کا شکار ہیں اس لئے کبھی کبھی آپ ان کے کوثر وتسنیم میں ڈھلے کلام وبیان سے متاثر ہو کر بعنوان غزل نوکِ قلم سے نشتر کا کام لیتے ہیں۔ یہ فقط اُس وقت ہوتا ہے جب آپ مسندِ خطابت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جب مصلائے طریقتِ چشت پر متمکن ہوں تو گالیاں دینے اور ستانے والوں کو بھی ہاتھ اُٹھا کر دعائیں دیتے ہیں۔

اہلِ علم ودانش بخوبی واقف ہیں کہ شاعر کے طبع ومزاج پر جو چیز وارد ہو وہ اشعار کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خضرِ ملت کے معاندین وحاسدین میں آپ پر سنگ ہائے خار لے کر نفاست کا مظاہرہ نہیں کرسکتے۔ آپ حسد وعناد اور حرص وآز کی دنیا سے کوسوں دور محبت کی شمع روشن کیے اپنی ایک علیحدہ دنیا بسائے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں،

نہ حرص کرتے ہیں ہرگز نہ آز کرتے ہیں   جو بات کرتے ہیں وہ دلنواز کرتے ہیں
حقیقتوں کی حقیقت کا راز جب بھی کبھی   عیاں کریں تو بطرزِ مجاز کرتے ہیں

مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ ضیاء الامت مفتی عبدالعزیز گجراتی کہتے ہیں، ''مجلس الدعوۃ الاسلامیۃ

کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل، ملک کے نامور خطیب، خضرِ ملت، پیرِ طریقت حضرت سید خضر حسین چشتی کی تصانیف منفرد ہیں۔ قرآنِ حکیم، احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں آپ کا موضوع سے انصاف اپنی مثال آپ ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل حضرت قبلہ شاہ صاحب کی کاوشیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور شاہ صاحب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔"

مرکزی جماعت اہلسنت، پنوں عاقل سندھ کے ضلعی امیر مولانا عبدالسلام سعیدی رقمطراز ہیں، "حضور خضرِ ملت نے اردو اور پنجابی ادب کے نئے افق دریافت کیے اور اسے انسانی جذبات کے ساتھ اپنے عہد کے معاشرتی، تہذیبی، سماجی، ثقافتی، تمدنی اور سیاسی رجحانات کا عکاس بنا دیا جو آپ کے گہرے سماجی و تہذیبی شعور کا آئینہ دار ہے۔ آپ کے اشعار میں جذبات اور تمناؤں کی دنیا آباد ہے جہاں تڑپ کر، کرب اور نشاطِ ترنم کے ساتھ عشقِ رسالت مآبؐ کی معراج نظر آتی ہے۔ آپ کی نظم و نثر ایک قوسِ قزح ہے جس میں ادب، تاریخ، فلسفہ، عقیدہ، الٰہیات، لسانیات، مابعد الطبیعات کے کئی خوشنما رنگ پڑھنے اور سننے والوں پر سحر طاری کر دیتے ہیں۔ آپ کے افکار طلسماتی کشش کے حامل ہیں جن کا تاثر کسی سطح پر زائل نہیں ہوتا۔ سوز و گداز اور فطری تڑپ رکھنے والے اشعار ظاہری اور باطنی نشیب و فراز پیدا کرتے ہیں۔

خضر ملت اسلامی تہذیب و ثقافت کے نمائندہ ہیں۔ آپ خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ ہیں۔ وہ خاندان جس نے ہمیشہ انسانیت اور اقدارِ انسانی کو اپنے نظریات کی اساس بناتے ہوئے بھائی چارے، رواداری، محبت اور امن کے پیغام کو پھیلایا اور لوگوں کو ایک دوسرے کا احترام سکھاتے عالمی امن کی بنیاد رکھی۔ یہ فکر و فلسفہ میرے حضرت کے افکار کی بنیاد بھی ہے اور معراج بھی۔ خضرِ ملت جہاں ایک بلند پایہ ادیب و شاعر اور ماہرِ لسانیات ہیں وہیں ایک باوقار خطیب، پُر جوش مبلغ اور عالمی امن کے داعی ہیں۔ آپ ترقی پسند آفاقی فکر کے ساتھ عمیق مشاہدے کے حامل ہیں جو آپ کی مذہبی تحقیق اور تقریر و تحریر میں جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

خضرِ ملت کی فکر کسی ایک طبقہ یا علاقہ تک محدود نہیں بلکہ آپ عالم اسلام کی رہنمائی کرنے والے مدبر ہیں۔ آپ کی شاعری اور فلسفہ زندہ و جاوید ہے جس نے آپ کے عہد پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں۔

آپ کے حساس اور انتہائی محتاط قلم کے رشحات ایک عجیب تاثیر رکھتے ہیں جو پڑھنے، سننے والوں پر نہ ختم ہونے والے اثرات چھوڑتے ہیں۔ آپ کی ادبی معرکہ آرائی کے حسین وجمیل مرقع جات منصۂ شہود پر آ کے معاصرین کو ششدر کر گئے۔ آپ کی دور بین نگاہیں، تحقیق وتنقید پر مضبوط گرفت، وسعتِ علم، شخصیت فہمی اور قلمی معجزہ نمائی دیکھ کر انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ آپ کے شاہکار کلام نے علمی، فکری خوشبوؤں کے بند دریچے کھول کر لاف زنی کرنے والے شعراء، خطباء، علماء اور قلم کاروں کو نئی راہ دکھائی ہے جو درِ بتولؑ اور دہلیزِ رسولؐ پر سجدہ ریز نظر آتی ہے۔''

پیامِ خضرِ ملت

''برادرانِ اسلام اور ہموطن دوستو! اس دورِ پُرفتن میں چارسُو ظلم وتشدد کا بازار گرم ہے۔ پاک سرزمین کے ہر خطہ میں آگ کی بارش ہو رہی ہے۔ اسلامی اقدار پامال کرنے کے لئے اسلام دشمن طاقتیں ہر طرف دامِ ہمرنگِ زمین بچھا رہی ہیں اور مسلمانوں کے سینوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمعِ فروزاں کو بجھانے کے لئے سُرخ آندھیوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ اسلامی تہذیب وتمدن کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر طرف جال بچھا رہی ہیں۔ مزہب کی عزت وآبرو کا سودا کر کے مذہب کے نام پر بھیڑیئے اہلِ مذہب کو مذہب سے دُور بہت دُور لے جا کر مذہب کی شان وشوکت اور احترام وتقدس کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دن بدن علماء سے متنفر ہوتے جا رہے ہیں۔

پاکستان یہود وہنود اور نصاریٰ کے دلوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ ملکِ خداداد پاکستان کو اقتصادی، معاشی طور پہ تباہ کرنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی قوت بن جانے کے بعد طاغوتی طاقتوں کی نیندیں حرام ہوگئی ہیں۔ کشمیر اور دیگر نو مسلم آزاد ریاستوں کے مسلمانوں اور معصوم بچوں سے خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ اس کرۂ ارض پر تمام مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ ادھر مذہب کے نام لیوا اپنے ہم وطن بھائیوں کا سستے داموں قتلِ عام کر رہے ہیں۔ اب وطنِ عزیز کی حالت یہ ہے کہ فرقہ واریت کے عفریت، قتل وغارت اور لُوٹ مار میں مشغول ہیں اور مذہب کے نام پر دہشت گردی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ جس اسلامی ملک میں عبادت گاہوں

کے اندر نمازیں بندوقوں کے سائے میں ادا کی جائیں۔ مسلمانو! اس ملک کے مبلغین و واعظین اور منبرِ رسولؐ پر بیٹھ کر خطبہ دینے والوں کو کیا نام دوں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اس قسم کے مبلغینِ اسلام کی درندگی کو دیکھ کر جنگلوں میں رہنے والے درندے بھی شرمندگی سے اپنا منہ چھپا لیتے ہیں۔

مسلمانو! دیکھو تمارے پیارے وطن کو کس طرح برباد کیا جارہا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو ایسا کر رہے ہیں۔؟ پاکستان کے ازلی دشمن کون ہیں؟ تحریکِ پاکستان کے ورق اُلٹ کر دیکھنے سے آپ پر حقیقت آشکار ہو جائے گی اور دشمنانِ اسلام و پاکستان کے چہرے تمہارے سامنے گھومنے لگیں گے۔ اربابِ بست وکشاد کی کرسیوں کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے والے چہروں کے باطن میں جھانک کر دیکھو تو ملک میں دہشت گردی کا کھوج مل جائے گا۔ صاحبانِ اقتدار سب کچھ جاننے کے باوجود پتہ نہیں کن مصلحتوں کا شکار ہو کر اُن کی خوشامد کرنے پر مجبور دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سکتہ کی حالت میں ہوں اور اُن کی بے بسی دیکھ کر بعض اوقات اُن پر ترس آنے لگتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ پاکستان کے اصل وارث گہری نیند سوئے ہوئے ہیں اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اُن کے بیدار ہونے تک امت کا کاروان لُٹ چکا ہوگا اور سارا گلشن تاخت وتاراج ہو چکا ہوگا۔ حلفاً عرض گزار ہوں اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک کا درد اگر کسی کے سینے میں ہے تو وہ صرف اور صرف جماعتِ اہلِ سنت ہے۔ انہی لوگوں نے بے پناہ قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا تھا۔

پاکستان کے وارثو! خدا کے لئے جاگو۔ تمہیں اور تمہاری روایات ختم کرنے کے لئے روزانہ کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں اور تمہیں مٹانے کے لئے کافی مدت سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سُنیو! شاید تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اور وطن کے دشمنوں کی کہاں کہاں تک رسائی ہے۔ وہ بڑی بڑی مضبوط اور کشادہ کرسیوں کے گرد گھیرا ڈال چکے ہیں اور تمہیں مٹانے کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔ تم نے ہمیشہ سادہ دلی کا مظاہرہ کیا۔ تمہاری حالتِ زار دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے بھی رو رہے ہیں۔ تمہارے پاس حلم اور علم تو ضرور ہے مگر تمہارے پاس کوئی ایسا لیڈر نہیں جس پر متفق ہو کر تم اپنی سیاسی منزل کا تعین کر سکو۔ تمہیں ایسے لیڈر بھی میسر آئے جن کے دل و دماغ میں ذاتی منفعت کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے تمہاری سادگی

سے خوب فائدہ اُٹھایا اور جماعت کو گمنامی کے سمندر میں غرق کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور وہ خُودغرض سیاسی طور پر خود تو غرق ہو گئے اور ایسا ہونا ہی تھا لیکن ساری جماعت کو گرداب کے درمیان پھنسا کر خود ٹھنڈے حجروں میں بیٹھ کر جُگالی کر رہے ہیں۔ اب وہ میدانِ عمل میں نکلنے کے قابل نہیں رہے۔ اتنا انہیں بھی معلوم ہے کہ ہمارے سیاسی آنگن میں فردِ واحد کی انگلیوں کی تعداد کے برابر چند ناپختہ افراد رہ گئے ہیں جن کی سیاسی غربت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ سُنیو! اگر تم اب بھی بیدار نہ ہوئے تو،

ع "تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"